

## دُرِ منظوم یعنی مجموعہ قصائد

عالم ربانی خطیب الاثنانی سلطان الواعظین علامہ مولانا سید وجاہت حسین ناظم مرحوم

### شمس الشمس: درتہنیت ولادت حضرت خاتم النبیینؐ

مرے ساقی ذرا اک جام بھر دے آب کوثر سے  
پلا دے آج وہ جام مئے حب نبیؐ مجھ کو  
تعلق دل کا کہتا ہے کہ چل بھی وہ ہے مئے خانہ  
کہے دیتے ہیں ہم میکش بھی ہیں پیرو بھی احمدؑ کے  
سنا دوں آج میں روشن دلوں کو اور اک مطلع  
تعلق ہے نگہ کو یہ شراب روح پرور سے  
بہت مجمع تھا لیکن میں شرابی خلد تک پہنچا  
ابھی تو گرئی وجوش محبت سے ترق جاتے  
وہ ضو دیتے ہیں شیشے وہ رکھے ہیں سامنے ساغر  
کسی بحر کرم کی مدح اب لازم ہے اے ساقی  
شکست توبہ کی بنیاد قائم اور ہوتی ہے  
قیامت ہو تو ہواے شوق دل یوں بھی بسر کر لے  
سحر ہونے کو ہے نغمہ سرا ہے باغ میں بلبل  
اسی سے خاص شبنم کا بھی رونا بے محل ٹھہرا  
جہاں میں آمد آمد ہے گل باغ نبوت کی  
دئے ہیں اس قدر شبنم کے چھینٹے رنگ کھلنے کو  
یہ ہے فصل بہاری کیوں چلا آیا گلستاں میں  
گرے پڑتے ہیں گل شاخیں لڑی جاتی ہیں آپس میں  
ذرا دل کو سنبھالے جائیے گا اپنے گلشن میں  
کسی کے عشق میں دل جل رہا ہے اس کا بھی شائد  
کسی کے عشق ابرو نے لگا دی آگ پانی میں

نہ رو کے جس سے توبہ اس سے پھر میخوار کیوں تر سے  
کہ بے ہوشی میں بھی غافل نہ ہوں مدح پیبرؐ سے  
مگر کچھ زور میکش کا نہیں چلتا مقدر سے  
ہمیں کیا فکر توبہ کی ہمیں کیا کام محشر سے  
چمک میں جو سوا ہو مطلع خورشید خاور سے  
اشارے میں نظر کے مئے چمک جائے گی ساغر سے  
ملا کیا راستہ سیدھا مجھے میدان محشر سے  
تری لیتے نہ یہ شیشے جو میرے دیدہ تر سے  
مجھے ٹھخانہ اے ساقی! نظر آتا ہے منبر سے  
سوا کر دے طبیعت کی روانی آب کوثر سے  
کوئی ساغر جو مئے خانہ میں لڑ جاتا ہے ساغر سے  
پتا پوچھیں گے کوثر کا شفیق روز محشر سے  
حسینان چمن اٹھتے ہیں اب جھولوں کے بستر سے  
ہنسی کی اک ادا ظاہر ہوئی ہے ہر گل تر سے  
ہوا ہے ہر شجر آراستہ پھولوں کے زیور سے  
چمک آیا لہو آخر کو رگ ہائے گل تر سے  
لئے لیتے ہیں گل رنگینیاں طاؤس کے پر سے  
خدا محفوظ رکھے اس نسیم صبح کے شر سے  
ہوا کی چال بھی کچھ کم نہیں رفتار دلبر سے  
کہ دیکھا ہے شرر اکثر نکل آتے ہیں پتھر سے  
ہوئی چنگاریاں جوہر کی ظاہر آب خنجر سے

گلے کٹوا لئے خود مچھلیوں نے شوق میں آکر دوپٹے اوڑھ لیں آب روان کے رنگ کی موجیں ہوا ہے کون پیدا نور ہے کس کا یہ عالم میں یہ کس کے نام میں اتنی کشش ہے کون ہے ایسا کسی مقبول باری سے مزین ہونے والے ہیں ہوئے ہیں آج پیدا صاحب معراج دنیا میں بچھا رکھے اسی امید پر حوروں نے دل اپنے یہ پہنچا حکم خالق کا شب میلاد جنت میں ہوا ہے آج جو پیدا اسے معراج بھی ہوگی کہو رضواں سے جلدی باغ کو آراستہ کر دے بچھا دے چادریں آب رواں کی گرد کوثر کے بڑھانا ہو اگر سنبل کو خوشبو اپنی زلفوں کی فلک پر جلوہ گر ہوں جلد قندیلیں کواکب کی پنچھاور جو ہوا تھا زر شب معراج احمدؑ پر جہاں میں جب نظر آنے لگا نور رخ احمدؑ پہن کر زعفرانی خلعت پر نور دن آیا لطافت اس کو کہتے ہیں کہ سایہ بھی نہیں پڑتا بڑھایا خوب رتبہ کعبہ کا ان کی عبادت نے نسیم صبح آئی ہے یہ ہم سب کو خبر دینے دہن ابر کرم کے موتیوں سے آج سب بھر لیں کیا ہے ہوشیاری سے یہ ذکر میکشی ناظم

مشابہ ہو گئیں پانی کی موجیں کس کے خنجر سے ہوا ہے سرخ پانی نہر کا عکس گل تر سے صدا صل علیٰ کی آج کیوں آتی ہے ہر گھر سے یہ کس کے شوق میں موتی ابھر آئے سمندر سے یہ ظاہر ہو رہا ہے رونق محراب و منبر سے زمیں پر تہنیت کو جبرئیل آئے فلک پر سے عجب کیا ہے کہ وہ دلدار آنکھ سے ہوں آراستہ حور و ملائک جامہ زر سے سنوارو اک براق خاص کو پھولوں کے زیور سے رنگے پھولوں کے جامے سرخی یاقوت احمر سے بلوریں جام رکھ دے جلد دھو کر آب کوثر سے تو جھاڑے کہکشاں کو آج گیسوئے معنبر سے بچھا دے چاندنی کا فرش کہہ دو ماہ انور سے بنائے خالق افلاک نے تارے اسی زر سے مبارکباد کی آنے لگی آواز گھر گھر سے کیا کالی ردا کو لیلیٰ شب نے جدا سر سے بھلا کیا نسبت آئینہ کو ہے جسم پیہر سے بتوں کے جھک گئے سر نعرہ اللہ اکبر سے ہوا ہے حکم اس محفل میں بھی ابر کرم بر سے نکالیں اپنے منہ کو مچھلیاں پانی کی چادر سے صلہ مدح پیہر کا لیا ساقی کوثر سے

### ضیاء بیت اللہ: درستانش و تفصیل واقعہ ولادت حضرت امیر المومنینؑ

فلک پر درد آہ عاشقان سے یوں گھٹا چھائی اٹھی کالی گھٹا گردوں سے پھر فصل بہاری میں طبیعت جوش میں ہے آج ایسی مئے کا ساغر دے چڑھے سر میں نشہ آنکھیں کھلیں روشن حقیقت ہو مرے جاتے ہیں تیری حسرت دیدار میں میکش ترے ہی۔ ہجر کے مارے ہیں ہم تو ہی جلا بھی دے

کسی معشوق لیلیٰ و ش نے جیسے زلف بکھرائی دعا مستوں کی لے ساقی پلا کے جام صہبائی کہ جس کے قطرہ قطرہ میں ہو جزر و مد دریائی شراب سرخ بن جائے شراب شام تنہائی چکھا دے شربت دیدار دور مست خود رانی ارے او قاتل عالم دکھا دے اب میسجائی

سبک دیدے شراب ایسی کہ جسکو پھول کہتے ہیں  
تعلق کوئی دیکھے تو شراب روح پرور کا  
پسینہ آگیا رخ پر رگیں ٹوٹیں میرے دل کی  
صراحی سرکشی کرتی نہ کیوں کر مجھ سے محفل میں  
سناؤں ایک اور مطلع کہ روشن دل بھی شاداں ہو  
لگا دی آگ دل میں آئی جسم شام تنہائی  
مجھے اب تاب ضبط نالہ و شیون نہیں باقی  
یکایک جیسے تیرے عشق نے برما دیا دل کو  
بس اتنا تو نظر آیا مری چشم تصور کو  
ادھر وہ آنکھ سے اوجھل ہوا یاں میری نظروں میں  
سمند فکر پھر جولاں گہہ عالم میں دوڑایا  
تصور دشت گردی کا نہ تھا اعجاز سے خالی  
تعجب تو یہی ہے جس کی صورت بھی نہ دیکھی ہو  
بتا اے حسرت دل کیا جہاں میں یہ بھی ہوتا ہے  
ہجوم رنج و غم بھی باعث تقویت دل تھا  
مرے زخموں نے آنکھیں کھول دیں نام علی سن کر  
علی وہ جس نے کی مشکل کشائی انبیا کی بھی  
یہ وہ مشکل کشائے خلق ہے جس کے تصدق میں  
ملی تھی بطن ماہی سے نجات اس وقت یونس کو  
انھیں کے فیض سے بھڑکی ہوئی آتش بنی گلزار  
جگہ دی کوہ جودی نے وفور شوق سے سر پر  
انھیں کا نام کندہ تھا انگوٹھی پر سلیمان کی  
اسی نے شیر کے پنجہ سے سلماں کو چھڑایا تھا  
کروں قطع نظر اس سے سناؤں ایک اور مطلع  
بروز جمعہ جب ماہ رجب کی تیرہویں آئی  
مفصل حال پیدائش کا شہ کی نظم کر ناظم  
لکھا ہے جب ہوا بنت اسد کو درد زہ عارض  
قسم ہے تجھ کو اسمعیل و اسحاق و سلیمان کی  
خداوند اکروں میں التجا تیرے سوا کس سے

تیری خست پہ مجھ کو شرم، غنچوں کو ہنسی آئی  
ادھر ساغر میں مئے کھنچ کر لبوں پر جاں ادھر آئی  
مرے ساقی نے شائد لی بھری محفل میں انگڑائی  
جب آئی سامنے میرے تو کھنچ کر خود شراب آئی  
طبیعت جوش میں آئی طبیعت جوش میں آئی  
دھواں اٹھا مرے دل میں جو اس نے زلف بکھرائی  
بھر آیا دل نہ جانے بیٹھے بیٹھے لہر کیا آئی  
ہوئی الجھن وسوس دل میں آئے طبع گھبرائی  
کہ آکر سامنے سے ہٹ گیا ایک مست رعنائی  
زمانہ ہو گیا تاریک مثل شام تنہائی  
مگر خاک قدم تک اس کی ڈھونڈھے سے نہ ہاتھ آئی  
کہ جس نے مجھ سے گھر بیٹھے جہاں کی خاک چھنوائی  
محبت میں اسی کی روز و شب ہو دشت پیماں  
کہ بے دیکھے کسی پر کوئی ہو جاتا ہے شیدائی  
شکستہ شیشیہ دل سے صدائے یا علی آئی  
دل مردہ کی حسرت بن گئی چشم تماشاں  
علی وہ قبل آدم جس نے اپنی شان دکھلائی  
پھری یعقوب کی نور نظر ملنے سے پینائی  
اسی مشکل کشا کی جب قسم خالق کو دلائی  
نجات ان کے تصدق میں خلیل اللہ نے پائی  
قریب غرق کشتی نوح کی طوفاں میں جب آئی  
حکومت اک زمانہ کی اسی سے ان کو ہاتھ آئی  
غرض وہ کون ہے جس میں مدد اس نے نہ فرمائی  
بس اے ساقی ہٹا لے سامنے سے جام صہبائی  
تو اپنے نفس سے کعبہ کی زینت حق نے فرمائی  
کہ ہوں مست آج محفل میں شہ دیں کے تولائی  
دعا تحت جدار کعبہ یہ خالق سے فرمائی  
قسم دیتی ہوں اس کی جس کو دی تو نے مسیحاں  
غیاثی انت یارحمن الہی انت مولائی

بحق یوسف و یعقوب و ادریس نبی یا رب  
تصدق آدم و الیاس اور ہارون و موسیٰ کا  
صعوبت آج کے دن کی بآسانی ہو طے یا رب  
ثمر دیکھا نہ جب اپنی دعا کا ان وسیلوں سے  
دعا بنت اسد کی ختم بھی ہونے نہ پائی تھی  
یہ سنتے ہی وہ پہلے شکر کا سجدہ بجا لائیں  
ہوئیں بنت اسد کعبہ میں داخل حکم خالق سے  
ولادت لم یلد کے گھر میں نفس اللہ نے پائی  
ہوا کعبہ میں یہ مہر امامت رات کو طالع  
ولادت ایسے عابد کی ہوئی معبود کے گھر میں  
ہوا شیر خدا بنت اسد کے بطن سے پیدا  
رہیں بنت اسد پھر تین دن تک گھر میں خالق کے  
لکھا ہے مادر حیدر چلی کعبہ سے چوتھے دن  
ادھر کعبہ سے یہ نکلیں علی کو لے کے ہاتھوں پر  
کہ استقبال کو تم جاؤ میرے گھر سے آتا ہے  
امین وحی سے یہ سن کے نکلے ہی تھے پیغمبرؐ  
لیا بڑھ کر نبیؐ نے قوت بازو کو ہاتھوں پر  
کہا ہے باب شہر علم دیں جس کو محمدؐ نے  
ز ہے وہ شہر جس کا در ہو قلع باب خیر کا  
مبارک تجھ کو اے خلاق عالم اپنا یہ بندہ  
جہی تو شافعی کو عمر بھر اس میں رہی حیرت  
مبارک تجھ کو بھی اے ذوالفقار برق دم یہ دن  
فروغ اپنا امیر المومنینؑ کو بھی مبارک ہو  
حبیب اللہ فرمایا اگر احمدؑ کے بارے میں  
ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ شان میں ان کی  
شہ لولا کہ ختم الانبیاء یعنی محمدؐ نے  
تو معراج ان کو دوش مصطفیٰؐ پر دے کے خالق نے  
اگر الشمس سے کھائی قسم احمدؑ کی خالق نے  
قمر کو شق کیا احمدؑ نے تو دست ید اللہ میں

تصدق اس کا جس پر تو نے آتش سرد فرمائی  
طفیل ان سب کا جتنے انبیاء تھے تیرے شیدائی  
مدد کر میری اے خالق دکھا دے شان یکتائی  
تو مافی البطن کے حق کی قسم خالق کو دلوائی  
کہ آواز ادخلی فی کعبتی کی کان میں آئی  
نظر اب سوئے کعبہ کی تو اک دیوار شق پائی  
سوا مریم سے رتبہ میں ہوئیں یہ حق کی شیدائی  
علی نے کی مکان لامکاں کی عزت افزائی  
جہاں میں نور وجہ اللہ پھیلا صبح عید آئی  
بتوں کی بھی جہیں سجدہ میں حق کے جس نے جھکوائی  
مبارک ہو محمدؐ کو کہ پایا شیر سا بھائی  
مگر چشم مبارک مرتضیٰ نے وا نہ فرمائی  
طبیعت ان کی آنکھوں کے نہ کھلنے سے جو گہرائی  
ادھر وحیؑ خداوند جہاں احمدؑ پہ یہ آئی  
ابوطالب کا بیٹا کا تمہارا ابن عم بھائی  
کہ تنویر رخ پر نور وجہ اللہ نظر آئی  
ید اللہ فوق ایدیہم کی یوں تفسیر فرمائی  
مبارک شہر مکہ کو اب اس سے اپنی زیبائی  
خوشا وہ باب جس نے شہر علم دیں میں جا پائی  
ترے بندوں کو تیری شان جس نے آکے دکھلائی  
علی ربہ ام ربہ اللہ کہہ کے موت آئی  
کہ قسمت سے جگہ دست خدا میں تجھ کو ہاتھ آئی  
کہ ہر بات ان کی احمدؑ کے مساوی حق نے فرمائی  
تو نفس اللہ کہہ کر کی علیؑ کی عزت افزائی  
نوید قل کفی و انما ان کے لئے آئی  
خدا کے حکم سے معراج اگر افلاک پر پائی  
بلند ان سے بھی قد آدم ان کی شان دکھلائی  
تو کہہ کر والقمر بعد اس کے ان کی بھی قسم کھائی  
ہلال تیغ دو کلڑے ہوا با وصف یکتائی

بنایا سنگریزوں کو جواہر دست سائل میں  
تو اس بحر کرم نے بعد مردن یہ سخاوت کی  
حقیقت تو یہ ہے ناظم کہ دونوں نور واحد ہیں

سخا اپنے زمانے میں جو یوں احمدؑ نے فرمائی  
کہ درہائے نجف سے بھر دیا دامان صحرائی  
ہے مثل ذوالفقار ان میں دوئی کے ساتھ یکتائی

ماہ حرم: درتہنیت ولادت حضرت صدیق اکبر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

کھنچا آتا ہے دل انگڑائی لے کر دیکھنے والے  
اشارہ چشم و ابرو کا جلا دیتا ہے مردوں □ کو  
ہٹا دے چہرہ روشن سے اب بکھرے ہوئے گیسو  
اشارہ کر دے ابرو سے تو خود سرکاٹ دیں اپنے  
کبھی شبہائے فرقت کا مرا رونا بھی یاد آیا  
بہت دل کش ہے میرے داغہائے دل کا نظارہ  
نہ رویا تھا اگر شمع لحد کو دیکھ کر گریاں  
مجھے جلوہ دکھا کر حشر میں پھر منہ چھپا لینا  
صدا پہچان لی جب صاحب معراج نے تیری  
نگاہوں سے بتوں کو پھیر کر کس کو کیا سجدہ  
میں ان آنکھوں کے صدقہ جن سے دیکھا ہے وہ نظارہ  
جدار کعبہ کی تصویر ہے اس میں نہ حیراں ہو  
زچہ بچہ کو لاتی ہے، کھلا کعبہ کا دروازہ  
ہوئی ہے آج وجہ اللہ کی کعبہ میں پیدائش  
سماتا ہی نہیں آنکھوں میں باغ دہر کا نقشہ  
بتا کس اوج کے نقطہ پہ جانے کا ارادہ ہے  
بتوں پر گہہ نظر ہے گاہ اپنے دست و بازو پر  
فدائے دست و بازو دیکھ الٹ دینا نہ دنیا کو  
فدائے دست و بازو دیکھ الٹ دینا نہ دنیا کو  
نقاب رخ الٹ دے یا صدا دے لن ترانی کی  
کلیم اللہ کو آنے لگا ہے ہوش اب کچھ کچھ  
خدا تم کو کہے کوئی تو کیا بندہ کہے تو کیا  
دیار نظم میں سکھ مرا چلنے تو دو ناظم

یوں ہی پھر دیکھ لے قربان تجھ پر دیکھنے والے  
ادھر بھی اک نگاہ روح پرور دیکھنے والے  
مرے جاتے ہیں شام غم کا منظر دیکھنے والے  
کھڑے ہیں منظر غصہ کے تیور دیکھنے والے  
بتا برسات کی راتوں کا منظر دیکھنے والے  
ادھر دیکھ اے بہار ماہ و اختر دیکھنے والے  
تو ہنسنا بھی نہ تھا پھولوں کی چادر دیکھنے والے  
نہیں تو دیکھ لیں گے آنکھ بھر کر دیکھنے والے  
تو اب پردہ سے کیا حاصل ہے چھپ کر دیکھنے والے  
نظر کون آگیا کعبہ کے اندر دیکھنے والے  
ادھر بھی دیکھ لے اے روئے دلبر دیکھنے والے  
مرے چاک گریباں کو منور دیکھنے والے  
کھڑے ہیں در پہ شہر علم کا در دیکھنے والے  
خدا کو دیکھتے ہیں روئے حیدر دیکھنے والے  
زمین پر آئے ہیں جنت کا منظر دیکھنے والے  
کف پا اپنی اور کف پیمبر دیکھنے والے  
ذرا دیکھیں تو اس بچہ کے تیور دیکھنے والے  
کلائی اپنی اور جبرئیل کے پر دیکھنے والے  
الٹ کر آستیں کو سوئے خیر دیکھنے والے  
کھڑے ہیں نور وجہ اللہ کا منظر دیکھنے والے  
گرا دے ایک بجلی اور ہنس کر دیکھنے والے  
سمجھ لیں گے خود ہی اے بندہ پرور دیکھنے والے  
کھرا کھوٹا پرکھ لیں گے سخنور دیکھنے والے

## آبشار صفا: درستائش حضرت اسد اللہ الغالب علیٰ ابن ابی طالبؐ

یہ کہتی ہے بہار ایسی خزاں کی گت بنا دیں گے  
 رطوبات زمیں کو جوش دے کر غیر معمولی  
 کچھ ایسا جزر و مد پیدا کریں گے آب گوہر میں  
 بعون خالق سہم و جبل ہم سعیٰ کامل سے  
 کمندیں ڈال کر ہم آج فواروں کے پردے میں  
 ہمارا فیض یوں تو ہوگا ہر اقلیم میں لیکن  
 انہیں آنے تو دے کرنا ہے جن کی آئینہ داری  
 کریں گے ہم ہویدا صنعت صانع کو گلشن میں  
 بدلنا صورت نوعیہ کا کیا کوئی مشکل ہے  
 اٹھا کر چار دیواری گلوں کی صحن گلشن میں  
 بنائیں گے مگر اک سمت کی دیوار کلیوں سے  
 بتان سنگ دل سے عاریت لے کر سویدا کو  
 بتو! دیکھو اگر قبضہ یہاں بھی کر لیا تم نے  
 پئے حج غول جب آنے لگیں گے مئے پرستوں کے  
 مقدم میکشی کو گر نہ حاجی حج پہ رکھیں گے  
 جو ذوق شعر پیدا ہو گیا رندوں کو مئے پی کر  
 اگر جتے نظر آیا نہ رنگ بزم اوروں سے  
 کسی دن ہنسنے والے ہم کو محفل سے اٹھا دیں گے  
 یہ سوتے سوتے کیوں گھبرا کے پوچھا کیا بجا ہوگا  
 یہی انداز ہے ان کا تو کیا امید خلوت کی  
 اشارہ تخلیہ کا جب کیا میں نے تو فرمایا  
 رقیبوں کی شکایت میں جو کرتا ہوں تو کہتے ہیں  
 رگیں ٹوٹیں مرے دل کی تو ٹوٹیں ان کو کیا مطلب  
 رقیبوں سے اشارے کیا ہوئے میں نے جو یہ پوچھا  
 فدا اس تیز رفتاری کے تھم او جانے والے تھم  
 یہ دل منزل انہیں کی ہے لگا دیں آگ میرا کیا  
 نہ رہ جائے لہو کا نام بھی فساد اب دل میں

کہ جس پر ہنس پڑیں گے پھول غنچے مسکرا دیں گے  
 خدا چاہے تو اب کی مرتبہ طوفان اٹھا دیں گے  
 سفینے ڈوب جائیں گے دہائی ناخدا دیں گے  
 صفا کی آبشاریں سنگ اسود پر گرا دیں گے  
 فلک پر گلشن عالم کی نہروں کو چڑھا دیں گے  
 عرب کی سرزمین کو باغ جنت سے بڑھا دیں گے  
 ہم آب و تاب اے کوہ صفا تجھ میں بڑھا دیں گے  
 رگ گلہائے تر کو جادہ عرفاں بنادیں گے  
 شجر بن جائے گا کانٹوں کو یوں نشو و نما دیں گے  
 حسینان چمن کے واسطے کعبہ بنا دیں گے  
 جدار کعبہ کے کھلنے کی صورت بھی دکھا دیں گے  
 برائے استلام اک سنگ اسود بھی لگا دیں گے  
 حسینان چمن تم کو نگاہوں سے گرا دیں گے  
 تو ساقی کے زچہ خانہ کو مئے خانہ بنا دیں گے  
 دکھا کر دور ساغر کا طواف ان کو بھلا دیں گے  
 غزل گویان عالم کو چمن میں ہم بلا دیں گے  
 تو پڑھ کر یہ غزل ناظم کی رنگ اپنا جما دیں گے  
 یہ کوئی بات ہے ہم روئیں گے وہ مسکرا دیں گے  
 مری جاں سو رہو ہم خود اندھیرے منہ جگا دیں گے  
 رقیب اٹھنے لگیں گے خود تو وہ زانو دبا دیں گے  
 چہ خوش ہم چاہنے والوں کو محفل سے اٹھا دیں گے  
 چلو اچھا تمہیں غم کھاؤ ہم سمجھا بجھا دیں گے  
 بھری محفل میں وہ انگڑائی لے کر مسکرا دیں گے  
 کہا ٹھہرو ذرا دم لو بتا دیں گے بتا دیں گے  
 یونہی چلنا مگر جب زیر پا آنکھیں بچھا دیں گے  
 تماشا غیر دیکھیں گے وہ اپنا گھر جلا دیں گے  
 جو دو قطرے بھی باقی رہ گئے طوفان اٹھا دیں گے



چل اے ساقی ذرا صحرا کی بھی شادابیاں دیکھیں  
 اگر یہ بزم برہم ہو گئی صحرا نوردی میں  
 فدا اس بچنے پر دل کو پہلے تو جلا دیں گے  
 میں جی اٹھوں گا آ لینے دو ان کو میری میت پر  
 صبا آہستہ چلنا وہ قریب صبح سوئے ہیں  
 نہ سبزہ ہوگا پامال آپ اسی انداز سے چلئے  
 رقیبوں کے یہاں تو عیش سے راتیں بسر ہوں گی  
 کہاں تک انتظار وعدہ فردا کرے کوئی  
 وہ سعی وصل لا حاصل سہی ناصح کا کیا اس میں  
 کوئی روئے گا درد دل سے وہ کہہ دیں گے وحشت ہے  
 نہ پوچھو داستان فرقت نصیبوں کی کہا مانو  
 اگر آنسو نکل آئے مری جاں سن کے یہ باتیں  
 نہ چھیڑو وحشیوں کو ان کو اپنی دھن میں رہنے دو  
 رکیں کس سے یہ دیوانے کسی معجز نما کے ہیں  
 نکل جائیں گے رخنہ ڈال کر دیوار زنداں میں  
 معاد و حشر کا تجھ کو یقین ہوگا جب اے منکر  
 نہ آئیں گے میری میت اٹھانے وہ تو کیا ہوگا  
 علیؑ وہ جو خدا کے گھر میں پیدا ہونے والے ہیں  
 بتو! اچھا نہیں ہے اس قدر سر در ہوا رہنا  
 بتوں نے نام سنتے ہی کہا وہ کون ہیں آخر  
 کہا مہر نبوت نے ابھر کر دوش احمدؑ پر  
 ولادت ہے علیؑ کی نعرہ وصل علیؑ شیعو!  
 جواں اے کافرو! ہو لے یہ بچہ تو بتا دیں گے  
 ہیں کیا شیؑ راکب دوش نبی کے سامنے یہ بت  
 قیامت تک نہ چھوڑے ساتھ جو مہر نبوت کا  
 وہ پیدا تو یہیں ہوں گے رہے دیوار یا شق ہو  
 صدائے لن ترانی جس نے دی تھی طور پر موسیٰ  
 زیارت ہم تو ناظم عالم معنی میں کر آئے  
 کہا میں نے کلیمؑ آنے کو ہیں بہر زیارت پھر

بوقت میکشی یہ قدرتی منظر مزا دیں گے  
 تو پڑھ کر مطلع نو رنگ محفل پھر جما دیں گے  
 بھڑک اٹھیں گے جب شعلے تو دامن سے ہوا دیں گے  
 وہ سر زانو پہ رکھ کر نگہت گیسو سنگھا دیں گے  
 غضب ہوگا ترے جھونکے جو زلفوں کو ہلا دیں گے  
 ہم ایسے چاہنے والے کلیجوں کو بچھا دیں گے  
 میرے پہلو میں بیٹھیں گے تو کچھ باتیں بنا دیں گے  
 یہ کیا انداز ہے جب دیں گے جھوٹا آسرا دیں گے  
 زمین و آسماں کے ہم تو قلابے ملا دیں گے  
 بڑے حاذق جسے پائیں گے دیوانہ بنا دیں گے  
 یہ درد انگیز قصے ہیں تمہارا دل دکھا دیں گے  
 کہاں جرأت جو ہم پھیلا ہوا کا جل چھڑا دیں گے  
 تڑپ کر جب یہ روئیں گے تو تم کو بھی رلا دیں گے  
 ادھر شق ہوں گی یہ دیواریں جدھر یہ منہ اٹھا دیں گے  
 نگاہ گرم سے زنجیر کی کڑیاں گلا دیں گے  
 وہ ٹھوکر مار کر جب قم باذنی کی صدا دیں گے  
 علیؑ تھوڑے ہیں وہ جو آ کے مردہ کو جلا دیں گے  
 حرم کو آ کے جو اپنا، زچہ خانہ بنا دیں گے  
 علیؑ کی آمد آمد ہے وہ اس نخوت کو ڈھا دیں گے  
 کہ جو قبضہ ہمارا آ کے کعبہ سے اٹھا دیں گے  
 وہی جو اس جہاں سے کفر کی ہستی مٹا دیں گے  
 برسم تہنیت ہم بھی کوئی مطلع سنا دیں گے  
 بڑے آئے خدا کے گھر کو بت خانہ بنا دیں گے  
 ہوئے ہیں متحد دو دل پہاڑوں کو گرا دیں گے  
 وہ نقش دیر پا دوش نبیؑ پر یہ بٹھا دیں گے  
 ہمیں کیا قفل اگر اغیار کعبہ میں لگا دیں گے  
 چلو ہم اس کا جلوہ تم کو کعبہ میں دکھا دیں گے  
 ہوئی جو گفتگو باہم تمہیں وہ بھی سنا دیں گے  
 کہا ہم طور دل پر ہنس کے پھر بجلی گرا دیں گے

کہا میں نے کہ کیوں کر لائیں آنکھیں تاب نظارہ  
 کہا میں نے ملے گا آپ کو کیا رونمائی میں  
 کہا میں نے نصیری ہیں خدا کہنے پر آمادہ  
 کہا میں نے کہ جو کچھ ہو ارادہ ان کا حتیٰ ہے  
 کہا میں نے کہیں رب آپ کو ہم بھی تو کیا ہوگا  
 کہا میں نے کہ نفس اللہ حقیقت جان کر کہہ دوں  
 کہا میں نے رقابت آپ کے احباب سے کر لوں  
 کہا میں نے کہ یہ تو ایک فطری بات ہے مولا  
 کہا میں نے پر جبرئیل کیا کاٹو گے خیبر میں  
 کہا میں نے کہ سکے داغ کے کیوں کر پرکھے گا  
 کہا میں نے جزا کیا دیجئے گا گر پڑھوں مطلع  
 اسی سن میں زبان جب ان کے منہ میں مصطفیٰ دیں گے  
 رسول اللہ لے کر گود میں بھائی کو کہتے ہیں  
 فلک پر دیکھ کر زہرہ کو کیوں اتنا ہمکتے ہو  
 تری جانب پھری ہیں مچھلیاں بازوئے حیدر کی  
 نصاریٰ نے کہا بیٹا خدا کا تم کو اے عیسیٰ  
 شب معراج جو بیٹھے تھے چھپ کر اپنے عاشق سے  
 ہوا ہوگا جب ہی اس چاہنے والے سے یہ وعدہ  
 ابھی تو ہاتھ دکھلا کر تمہیں تسکین دے دی ہے  
 کہو حیدر کو نفس اللہ دیکھا جائے گا ناظم

کہا خاک قدم کا اپنی ہم سرمہ لگا دیں گے  
 کہا دے گا خدا تلوار بیٹی مصطفیٰ دیں گے  
 کہا کیا مرتبہ سے میرے وہ مجھ کو بڑھا دیں گے  
 کہا پھر حتم ہے یہ بھی کہ ہم گردن اڑا دیں گے  
 کہا پڑھ کر سقاہم ربہم ساغر پلا دیں گے  
 کہا چپ ورنہ ان گستاخیوں کی ہم سزا دیں گے  
 کہا ہرگز نہیں اس رسم ہی کو ہم اٹھا دیں گے  
 کہا ہم قوت معجز سے فطرت کو دبا دیں گے  
 کہا شاگرد کو کیا ہم اذیت بے خطا دیں گے  
 کہا ہم آتش عشق حقیقی میں تپا دیں گے  
 کہا ہم تیری امیدوں سے بھی تجھ کو سوا دیں گے  
 تو یارب کس قدر الفت جوانی میں بڑھا دیں گے  
 جواں ہو تو لو اپنا جانشین تم کو بنا دیں گے  
 تمہارے گھر میں اس تارے کو ہم اک دن بلا دیں گے  
 یہ بڑھ کر اے در خیبر تری چولیس ہلا دیں گے  
 نصیری تو انہیں اک دن خدا اپنا بنا دیں گے  
 سنا ہے اب وہ چہرے سے نقاب اپنی ہٹا دیں گے  
 کہ رفتہ رفتہ یہ ہلکا سا پر دہ بھی اٹھا دیں گے  
 ملو گے اب جو کعبہ میں تو صورت بھی دکھا دیں گے  
 ہوئی پرش تو پردہ میں تجوز کے چھپا دیں گے

### صدق مروارید: درمدح حضرت ابوالائمہ سید الوصیین امیر المومنین علیہ السلام

سفینہ آگیا ہے دل کا بحر مئے کے طوفاں میں  
 یہ کس وحشی نے مرکز آج خالی کر دیا محسب  
 شب مہتاب میں آہوں سے میری جو دھواں پھیلا  
 ہمیشہ جس کو جینا ہو وہ کٹوالے گلا اپنا  
 اثر آیا ہے ان کی شوخیوں کا تیر میں ان کے  
 لیا وہ دل کہ جو پیدا ہوا تھا یاد خالق کو  
 متاع دین و ایماں بھی گئی اور دل بھی پہلو سے

جنوں کا جوش ہے سیلان ہے خون رگ جاں میں  
 جدھر دیکھو اداسی اک نظر آتی ہے زنداں میں  
 سمٹ کر داغ آخر بن گیا وہ ماہ تاباں میں  
 بجھائی ہے مرے قاتل نے تلوار آب حیاں میں  
 کہ رہ کر لیا کرتا ہے چنگی قلب سوزاں میں  
 خیانت تونے کی ظالم متاع دین و ایماں میں  
 لٹا یوں کارواں تاریکی شہائے ہجراں میں



جو کوئی غیر مانگے خط میرا دینا نہ اے قاصد  
 فدائے دست و بازو بخیرے گر کو ہو گئی حیرت  
 سر تربت رکھا جب آکے اس نے دست نورانی  
 ادھر جنبش ہوئی کچھ گوشہائے چشم میں ان کے  
 فنا کے بعد گو پتھرا گئیں آنکھیں مری لیکن  
 خدا کے واسطے باد صبا اس کو نہ گل کرنا  
 الہی حشر تک نکلے نہ میرے دل سے یہ پیکاں  
 میں سچا تو ہوا اس بت کے آگے شکر ہے یا رب  
 الہی خیر ہو غصہ کسی پر ان کو آیا ہے  
 کھنچا جاتا ہے دل ہر ہر قدم پر زاہدوں کا بھی  
 نہیں ہے داغ اس دل پر جو مدفن حسرتوں کا ہے  
 شعاعیں داغ دل کی توڑ کر سینے سے نکلی ہیں  
 الہی وقت آرائش انہیں کچھ بھول پڑ جائے  
 اگر مد نظر دو گلشنوں کی سیر ہو تم کو  
 دوبارہ مطلع روشن زباں پر آکے چکا ہے  
 نہیں ہے یہ بہار خال و خط رخسار جاناں میں  
 خدا کے شیر نے ہر ہر پیہر کی مدد کی ہے  
 اگر کرتے نہ آکر ناخدائی ساقی کوثر  
 خدائی ان کی گرویدہ تھی شیدا ان کا اک عالم  
 یہ چشم و ابرو و بینی نہیں ہیں باعث زینت  
 گنہ گاروں کی امیدیں بڑھیں دوزخ کا دل ٹوٹا  
 کھڑک اٹھتی تھیں سب زنجیر کی کڑیاں بھی دہشت سے  
 پلا کر شربت دیدار یوسفؑ ان کو صحت دی  
 انہیں کا ذکر ورد حضرت داؤدؑ رہتا تھا  
 نہ کیوں کر جن و انس و وحش ہوتے تابع فرماں  
 مشابہ ان کی زلف عنبریں سے شب اگر ہوتی  
 اگر اپنے فرس کو دیں علیؑ حکم سبک سیری  
 محبت آپ کی بہتر ہے مولا ہر عبادت سے

رکھے ہیں اس میں نکلے دل کے دینا دست جاناں میں  
 وہ گہرے زخم ہیں جسم قتیل دست جاناں میں  
 فروزاں پانچ شمعیں ہو گئیں گور غریباں میں  
 در آیا اس طرف تیر نظر میری رگ جاں میں  
 کھلے ہیں مثل زگس انتظار دید جاناں میں  
 یہی اک شمع باقی ہے بس اب گور غریباں میں  
 یہی اک رشتہ الفت ہے اب دل اور رگ جاں میں  
 کہ اس کافر کی الفت بھی لکھی ہے فرد عصیاں میں  
 چڑھی ہیں تیوریاں بل پڑ رہیں ہیں زلف پیچاں میں  
 عجب توبہ شکن انداز ہے رفتار جاناں میں  
 چڑھائے ہیں کسی نے پھول یہ گور غریباں میں  
 ہے کیسی پر ضیا لو اس چراغ زیر داماں میں  
 سمجھ کر آمینہ وہ جلوہ گر ہوں چشم حیراں میں  
 دل پر داغ بھی میرا لئے جاؤ گلستاں میں  
 وہ کیفیت ہے جو تھی رجعت مہر درخشاں میں  
 علیؑ کے مصحف رخ کی ثنا لکھی ہے قرآں میں  
 بجایا شیر سے سلمان کو کیسا نیتاں میں  
 سنبھاتی نوحؑ کی کشتی نہ اس آفت کے طوفاں میں  
 بھلا یہ حسن عالمگیر کیا تھا ماہ کنعاں میں  
 علیؑ کے نام کا طغریٰ بنا ہے روئے انساں میں  
 خلیل اللہ کو جا کر بچانا نار سوزاں میں  
 مدد کو حضرت یوسفؑ کی جب جاتے تھے زنداں میں  
 مسیحا تھے لئے یعقوبؑ ان کے درد ہجراں میں  
 اثر اس واسطے بخشا خدا نے ان کے الحاح میں  
 علیؑ کے نام کی خاتم تھی انگشت سلیمان میں  
 تو خوشبو آگئی ہوتی گل شمع شبستاں میں  
 نہ چھلکیں اشک اگر کا وہ کرے وہ چشم گریاں میں  
 یہ جو ہر منتخب نکلا متاع دین و ایماں میں

## خجانه غدیر: درمنقبت و ذکر واقعہ تاریخی استخلاف امیر المومنین روز غدیر

خوشی کے جوش سے بحر جہاں میں ہے یہ طغیانی  
بتا تو اے فلک کس تشنہ لب پر رحم آیا ہے  
یہ کس مداح کا منہ موتیوں سے بھرنے والا ہے  
مشجر کی قبا ہر ہر شجر نے زیب تن کی ہے  
گلابی جامہ گل بھی زمرہ پوش ہے ساقی  
کھلے ہیں آج اتنی چاندنی کے پھول گلشن میں  
ہر اک دیوار آئینہ سے بہتر ہے صفائی میں  
وہ پچھلی رات وہ مہتاب کی ہر سو ضیا باری  
نہالینے سے بیمار محبت جی گئے دم میں  
گلوں کے پاس بلبل بے خبر سوتی ہے گلشن میں  
جوانان چمن بے خود ہوئے شبنم کے چھینٹوں سے  
ٹپک پڑتی ہے مئے انگور کے دانوں سے گلشن میں  
گل خاطر شکفتہ ہی نہیں ہوتے کسی صورت  
ڈبو دے میرے ساقی آج سارا عالم فانی  
بہ تبدیل لباس آئے ہیں میخانے میں زاہد بھی  
ذرا تو مئے پرستی کا انھیں چمکا تو پڑنے دے  
عبا کی آڑ میں زاہد اگر پی لیں تو کیا ڈر ہے  
رگیں کھینچتی ہیں دم گھٹتا ہے ساقی کیوں بہکتا ہے  
خمار آلود سرخ آنکھوں کا صدقہ ہاں مرے ساقی  
چھلکتا جام دے ساقی تو وہ مطلع سناؤں میں  
تنور جام سے ہو ساقیا وہ مئے کی طغیانی  
تباہی میری کشتی کو لگا دے گی لب ساحل  
وہ ساغر دے جلی خط سے لکھا ہو یا علی جس پر  
دکھا دو کھینچ کر تصویر اہل بزم کو ناظم  
مروج کر چکے عالم میں جب محبوب سبحانی  
تو اک دن آکے جبریل امین نے عرض کی ان سے  
خدا بعد سلام ارشاد فرماتا ہے حضرت سے

کہ چھلکا چاہتا ہے گوہر خوش آب کا پانی  
کہ ہر سو کر رہا ہے ابر نیساں گوہر افشانی  
لئے پھرتا ہے دامن میں گہر کیوں ابر نیسانی  
ہر اک گل ہو رہا ہے طرہ دستار سلطانی  
لباس دخت رز سرخی میں ہے لعل بدخشانی  
کہ وقت شب اگر چاہو تو پڑھ لو خط کی پیشانی  
نظر آتا ہے دل سینہ میں دل میں راز پنہانی  
ستاروں کا وہ چھپنا، بلبلوں کی وہ غزل خوانی  
چمن کی خاک ہے اکسیر پانی آب حیوانی  
کیا کرتی ہے شب بھر نرگس شہلا نگہبانی  
سرور و وجد میں ہیں بلبلیں محو غزل خوانی  
جو قصد میکشی کرتے ہیں رندان گلستانی  
بدل دوں رنگ محفل کا سنا کر مطلع ثانی  
دکھا دے کوثر آشاموں کو مئے کی آج طغیانی  
دکھا کر دور ساغر کا بھلا دے سبجہ گردانی  
پھر ان سے پوچھ لیں گے حق شناسی و خدادانی  
کہ ہے بنت العجب بھی مدعی پاکدامانی  
وہ رکھا ہے مرا ساغر میان طاق نیسانی  
حنائی ہاتھ پر وہ رکھ کے دے مئے جو کہ ہودھانی  
سوا ہو مطلع صبح قیامت سے جو نورانی  
غدیر خم میں جا نکلے سفینہ ہو کے طوفانی  
بڑھا دے بحر طوفاں خیز مئے کی اور طغیانی  
وہ مئے دے جس کے ہر قطرہ میں ہو اسرار ربانی  
غدیر خم کے نقشہ سے اڑے رنگ رخ مانی  
سوا حج و خلافت کے تمام ارکان ایمانی  
کہ اے ختم الرسل خیر البشر مقبول یزدانی  
کہ تم نے خوب کی اے مصطفیٰ تعلیم ایمانی

مگر امت تمہاری حج سے بالکل غیر واقف ہے یہ سن کر حکم احمدؑ سے منادی نے ندا کر دی اور اپنے ساتھ لے جائیں گے اہل استطاعت کو غرض بعد منادی عازم کعبہ ہوئے حضرت سواری شاہ عالم کی چلی اس شان و شوکت سے عقب میں صف بہ صف ستر ہزار انسان حاضر ہیں اتماوالحج والعمره کوئی پڑھتا ہے قرأت سے نقیب آسا جلال و رعب یہ آواز دیتی ہے غرض بعد طواف کعبہ اس مہر نبوت نے ابھی حل اقامت یاں سے اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ اے احمدؑ تمہاری زیست کے ایام آخر ہیں لہذا اپنے بھائی کو کرو اب جانشین اپنا علوم و معجزات انبیاء تعلیم انہیں کر دو کرو اظہار اس انبوه میں ان کی خلافت کا امین وحی سے یہ سن کے فرمایا محمدؐ نے کہ مجھ کو اور علیؑ کو وہ کبھی زندہ نہ چھوڑیں گے گیا پیغامبر پیغمبر برحق کا گردوں پر نزول وحی خالق میں ہوا عرصہ تو عرفہ سے غرض تا مسجد خیف آپ نے تعویق فرمائی ابھی مسجد میں پہنچے تھے کہ ناگہ جبریل آئے نبیؐ نے خوف اعدا سے نہ کی تعمیل حکم اب بھی ادھر جبریل کو بھیجا دوبارہ عذر فرما کے ابھی کچھ راہ طے فرما کے اک منزل پہ ٹھہرے تھے مگر آیا نہ اب کی مرتبہ بھی آیہ عصمت توقف آپ نے تبلیغ میں اب کی بھی فرمایا بتاکید تمام اب کی کہا جبریل سے شہ نے کہ میری جان جائے تو بلا سے کچھ نہیں پروا علیؑ پر کچھ نہ بن جائے فقط ڈر ہے تو اتنا ہے علیؑ کے باب میں ہر بات کی تکذیب کر دیں گے

مناسک سب کو بتلاؤ کرو تعلیم ارکانی کہ جاتے ہیں برائے حج رسول انس و جانی طریق حج بتائیں گے پئے تکمیل ایمانی ہوئی چاروں طرف سے اہل عالم کی فراوانی کہ جائے چتر فرق پاک پر ہے ظل سبحانی ملائک رو برو پڑھتے ہوئے آیات قرآنی تو کوئی سورہ حج میں ہے مصروف خوش الحانی کہ جاتا ہے پئے حج صاحب معراج جسمانی توقف کر کے عرفہ میں کیا اس کو بھی نورانی کہ جبریل امین آئے یہ لے کر وحی ربانی بہت کم اب رہو گے تم میان عالم فانی تمہارے بعد وہ ہیں بادشاہ ملک ایمانی لکھو لوح دل حیدر پہ سب اسرار پہنانی رہیں تا اس پہ شاہد حاضرین بزم عرفانی میں آنکھوں سے بجا لاتا مگر یہ ہے پریشانی جو اس مجمع میں ہیں میرے اور ان کے دشمن جانی رہا یاں مصطفیٰؐ کو انتظار وحی ربانی چلی شہ کی سواری مثل اورنگ سلیمانی بہ خوف دشمنان و انتظار پیک ربانی علیؑ کے باب میں مثل گذشتہ کی سخن رانی کہ خالق نے ضمانت کی نہ تھی بہر نگہبانی ادھر کرنے لگے خود قطع منزلہائے طولانی کہ آئی بار سوم وحیؑ تاکیدی ربانی موکد تھا فقط مضمون وحیؑ اول و ثانی مناسب امر استخلاف میں تعویق ہی جانی کرو یہ عرض تم جا کے سوئے دربار سبحانی جسد سے ہو تو ہو قطع تعلقہائے روحانی بہت ہیں بار الہا مرتضیٰ کے دشمن جانی مری تصدیق ہے اعدائے دیں سے غیر امکانی

مگر ہاں تو حفاظت گر کرے شرِ اعدی سے  
 امین وحی سے یہ کہہ کے یاں سے بھی چلے حضرت  
 کہ دیکھوں کیا جواب آتا ہے درگاہِ الہی سے  
 پس قطع طریق و طئے منزلہائے طولانی  
 تو چوتھی مرتبہ نازل ہوئے جبریل گردوں سے  
 سلام حق تعالیٰ خدمت والا میں پہنچا کر  
 کہ اے احمد علیؑ کے باب میں نازل ہوا جو کچھ  
 کرو جلد اس کی تبلیغ اور گر تاخیر کی تم نے  
 تسائل کیوں کرو اس میں کہ ہوں سب محنتیں ضائع  
 نہ خوف اہل مکر و کید کو دل میں جگہ دینا  
 نگہباں ہے قوی تر ہیں قوی دشمن تو ہونے دو  
 کرو تم شوق سے اپنا وصی اپنے برادر کو  
 یہ ہے مسند رسالت کی یہی ہے مستحق اس کا  
 مٹے گا دین یہ مسند اگر فساق نے پائی  
 حفاظت کا سنا مرثوہ تو فرمایا محمدؐ نے  
 یہ سنتے ہی بلال پاک طینت نے صدا دے دی  
 پلٹ آئیں جو آگے بڑھ گئے ہیں قافلے والے  
 غدیر خم کے میدان میں یہ سنتے ہی ہوا مجمع  
 پڑا لنگر تھی کشتی بحرِ پاک دامانی  
 ہوا حی علی خیر العمل کا شور صحرا میں  
 بلال اٹھے ازاں کہنے صفیں حجاج نے باندھیں  
 فدا ہوتی تھی عنوانِ ادائے حرف پر قرأت  
 غرض سورے پڑھے سجدے کئے وقت سلام آیا  
 بحکم شاہ پھر اصحاب نے پالانِ اشتر سے  
 گئے بالائے منبر شاہ دیں اٹھ کر مصلے سے  
 مخاطب بعد اس کے اپنی جانب بزم کو کر کے  
 کہ جس دن سے مدینہ سے روانہ میں ہوا اب تک  
 کہ اس مجمع میں اپنے بھائی کو اپنا وصی کر دو  
 میں تعیلاً بحکم اللہ کرتا ہوں وصی اس کو

تو میں تبلیغ ان احکام کی کردوں بآسانی  
 رہی لیکن برابر آپ کے دل کو پریشانی  
 امین وحی کیا لاتے ہیں اب کی حکم ربانی  
 ہوئے داخل غدیر خم میں جب محبوب سبحانی  
 بحکم محکم خلاق بے ہتا و لاثانی  
 دیا تہدید آمیز آپ کو یہ حکم ربانی  
 تمہارے رب کی جانب سے بدست پیک یزدانی  
 تو گویا کی نہ تبلیغ رسالتہائے ربانی  
 چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی  
 خدا فرمائے گا شرِ اعدی سے نگہبانی  
 نہ بس چلتا ہو دشمن کا تو پھر کیوں ہو پریشانی  
 وہی ہے قابلِ خاقانی اقلیم ایمانی  
 ملے زیرِ فلک جس کا نہ ڈھونڈھے سے کوئی ثانی  
 چوکفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی  
 بلال اٹھ کر پکارو ارجعوا یا اہل عرفانی  
 کہ ٹھہرو حاجیوں نافذ ہوا ہے حکم سلطانی  
 ضروری بات ہے کوئی رسول اللہ کو فرمانی  
 پلٹ آئے جمیع سالکان راہ ایمانی  
 ہوئی نصب ایک جانب بارگاہِ خاص سلطانی  
 بڑھا بہر نماز ظہر فخرِ نوعِ انسانی  
 کہی تکبیر شاہ دیں نے چکا داغِ پیشانی  
 صدا سن کر گلے کو چوم لیتی تھی خوش الحانی  
 ہوئے فارغ نماز ظہر سے محبوب سبحانی  
 بنایا ایک منبر زیرِ اشجار بیابانی  
 پڑھا پہلے وہ خطبہ جس میں تھی حق کی ثنا خوانی  
 کہا یا ایہا الناس اب سنو اسرارِ پنہانی  
 مکرر آچکا ہے مجھ کو یہ پیغام ربانی  
 کرے گا کشور دیں میں وہی اب معدلت رانی  
 سمجھنا حکم کو اس کے ہمیشہ حکم یزدانی

یہی ہے ناخدائے کشتی دین خدا وندی  
 اسی نے تیغ کے پانی سے باغ دیں کو سینچا ہے  
 یہی وارث علوم انبیاء ماسلف کا ہے  
 خدا رکھے علیؑ کو، اب جہاں سے ہم تو جاتے ہیں  
 یہی ہے نفس پیغمبرؐ، یہی نفس خدا بھی ہے  
 کہا پھر کیا نہیں اولیٰ ہوں میں تم سب کے نفسوں سے  
 کہا سب نے کہ بیشک آپ اولیٰ بالتصرف ہیں  
 پکڑ کر ہاتھ حیدرؑ کا کیا پھر اس قدر اونچا  
 کہا پھر جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ بھی مولا ہے  
 کرو شکر خدا اتمام نعمت میں نے فرمایا  
 پھر اس کے بعد اٹھا کر ہاتھ درگاہ الہی میں  
 علیؑ کے دوست جو ہوں بارالہا دوست رکھ ان کو  
 غدیر خم کی محفل ہے قریب ختم ہاں ساقی  
 پلا کر خم پہ خم بے ہوش کر دے اس قدر ساقی  
 ہے ڈرکس کا شرابی کو کہ جو رب ہے وہی ساقی  
 بھری ہے یہ شراب فرحت افزا جام نازک میں  
 پڑے ہیں مثل چشم بے مروت خشک جو ساغر  
 مرے سینے سے چھن کر میکدے میں نور پھیلا ہے  
 بہا دے آتش تر کا سمندر میرے پہلو میں  
 گلابی آنکھ کے ڈوروں کی لہریں یاد دلوا دے  
 ادھر بھی دیکھ لے بھولے سے او تر چھی نظر والے  
 گلے میں ڈال دے باہیں ذرا میں عید تول لوں  
 انہیں آب حیات اور دشمنوں کو ان کے وہ مئے دے  
 مرے ساقی تصدق اپنی ان نیچی نگاہوں کا  
 پڑھے تھے شعر اس مجمع میں حسان ابن ثابت نے  
 مبارک مالک کوثر کو تجھ سا ماہوش ساقی

یہی ہے گوہر شہوار درج پاک دامانی  
 یہی ہے باعث سرسبزی گلزار ایمانی  
 فرشتے جانتے ہیں فخر اس کے درکی درباری  
 متاع شرع کی اب ان کے ذمہ ہے نگہبانی  
 سمجھنا اس کے ظل عاطفت کو ظل سبحانی  
 نہیں کیا میں جہاں میں افضل اصناف انسانی  
 کہ نسبت ذرہ ہائے خاک را با نور یزدانی  
 کہ سب محفل سفیدی بغل نے کر دی نورانی  
 مرے بعد اس کو سب سمجھیں جہاں میں احمد ثانی  
 خلافت سے علیؑ کی ہو گئی تکمیل ایمانی  
 ہوئے محو دعا شاہ رسل محبوب یزدانی  
 عداوت ان سے کر جو ہوں علیؑ کے دشمن جانی  
 خم مینا سے کر دے آج ان مستوں کی مہمانی  
 لگے کانٹا تو یاد آجائیں اشجار مغیلانی  
 سقاہم رہم کرتا ہے اس دعویٰ کو برہانی  
 دل عشاق میں یا آر زوئے وصل جانانی  
 کھنچا جاتا ہے ان میں میکشوں کی آنکھ کا پانی  
 مرا داغ جگر بھی ہے چراغ زیر دامانی  
 مرے معجز نما ساقی بنا دے آگ کو پانی  
 دکھا دے جلوہ سیائی یاقوت رمانی  
 میرا دل بھی ہدف کر دے لگا کر تیر مژگانہ  
 کہ ہے اس سال کی عیدوں میں یہ بھی عید لاثانی  
 ملا ہو جس میں قتال عرب کی تیغ کا پانی  
 وہ مئے دے جو بٹی تھی زیر اشجار مغیلانی  
 میں ان مستوں کے مجمع میں کروں گا تہنیت خوانی  
 تجھے ساقی مبارک دو جہاں کی مملکت رانی

خوننا بہ دل: درمدح امیر المومنین و تذکرہ واقعات کربلا

مسعودی مصطفیٰ کے یا علیؑ مرتضیٰ تم ہو ہیں شہر علم پیغمبر تو در اس شہر کا تم ہو

محمد ہیں خدیو ملک سبحان الذی اسری  
بعینہ تو نصیری کا مقولہ کہہ نہیں سکتا  
کہا ہے لافنی الا علی جبریل نے تم کو  
مجھے جلوہ خدا کا یا علی دکھلا دو آنکھوں سے  
بھرا ہے تم نے درہائے نجف سے دامن صحرا  
نہ تھے تم عہد موسیٰ میں اسی (سے) لن ترانی تھی  
رگ نشو و نما کو ایک مدت سے نہیں جنبش  
تمہاری ذات میں جلوہ نما ہے شان خالق کی  
وہ شمع طور تھی جس سے کلیم اللہ کوغش آیا  
یذ اللہ فوق ایدینہم کی اک تفسیر تھی یہ بھی  
ملا کر آتش تر آب حیوانی میں دو مجھ کو  
شراب اللہ کے ہاتھوں سے ملتی ہے ڈروں کس سے  
مئے کوثر ہو، گلگشت جناب ہو، ساتھ حوریں ہوں  
ہمارے رب ہو تم تو یا علی ابن ابیطالب  
خدا کہتا ہے خود توبہ کروں کیوں اس عقیدے سے  
بڑی مشکل میں ہیں وہ لوگ بھی یا حیدر صندر  
سکینہ جاں بلب ہے پیاس سے اے ساقی کوثر  
تمہاری بیٹیاں پھرتی ہیں کوفہ میں برہنہ سر  
کٹا جاتا ہے پھندے سے رسن کے بازوئے زینب  
مرے جاتے ہیں بچے شام کے زنداں میں گھٹ گھٹ کر  
بخیلوں سے سوال آب غیرت دار کرتا ہے  
نہیں ملتی پسر کی لاش شہ گھبراتے پھرتے ہیں  
ترپنا دیکھ کر اکبر کا شہ کہتے تھے اے ناظم  
تمہارے شیر کا شبیر سے لاشہ نہیں اٹھتا

سریر آرائے بزم قُلْ کَفٰی وَاِنَّمَا تَمْ هُو  
مگر اتنا کہوں گا یا علی عین خدا تم ہو  
شنا خواں ہیں ملک و ہ مرد میدان و غاتم ہو  
نقاب رخ ہٹا دو مظہر شان خدا تم ہو  
گہر پیدا کئے خشکی میں وہ بحر عطا تم ہو  
اور اب تو نام حق موجود اے نفس خدا تم ہو  
ہے پشمرده ہماری کشت دل ابر سخا تم ہو  
خدا کے حق نما بندہ نصیری کے خدا تم ہو  
حریم حق میں جو چکا وہ نور کبریا تم ہو  
چڑھے دوش نبیؐ پر، کیوں نہ ہو دست خدا تم ہو  
دکھا دو آگ پانی ایک جا معجز نما تم ہو  
پیوں گا آج میں جی کھول کر دست خدا تم ہو  
سبو ہوں، جام ہو، مینا ہو، میں ہوں، ساقیا تم ہو  
نصیری جھوٹ کہتے ہیں کہ عالم کے خدا تم ہو  
سقاہم ربہم میں رب سے مقصود خدا تم ہو  
خبر لو کربلا والوں کی بھی مشکل کشا تم ہو  
بجھا دو پیاس اس کی یا علی ابر سخا تم ہو  
وہاں محتاج چادر ہیں جہاں کے بادشا تم ہو  
گرہ کو کھول دو یا مرتضیٰ عقدہ کشا تم ہو  
در زنداں کو آکر کھول دو خیر کشا تم ہو  
نظر اک کربلا کی سمت بھی عین خدا تم ہو  
زباں پر ہے کہ آؤ یا علی مشکل کشا تم ہو  
بچاؤ یا علی ہر درد پنہاں کی دوا تم ہو  
تمہیں آکر اٹھاؤ یا علی شیر خدا تم ہو

### گوشوارہ عرش: درتہنیت ولادت امام لکونین حضرت ابی عبد اللہ الحسینؑ

بہار آئی ہوا پھر دل میں وحشت کا اثر پیدا  
ہو اے قلم وحشت میں کیا جوش الحذر پیدا  
ہوا دے گا جو ہوگا دامن زخم جگر پیدا

ہو اگر دوں پہ یثرب کی طرف سے ابر تر پیدا  
چلے ہیں وحشیوں کے غول نام قیس لے لے کر  
لگی ہے آگ دل میں توڑ دے او بخیہ گر ٹانگے



اڑا زخم جگر سے میرے کافور اس قدر شب کو  
 ٹھہر کر دم تو لے لے سایہ میں اے رہرو الفت  
 بڑھاپا آ تو لے سب چل بسیں گی حسرتیں دل کی  
 نہ پوچھ اے دل نگاہ شوق سے محبوب کی منزل  
 نظر پڑنے سے مطلب ہے غش آجائے تو آجائے  
 سنا ہے چاہنے والوں سے جاگیروں کے وعدے ہیں  
 خود اپنی جان دیدی عاشقوں کے واسطے آخر  
 بہ تحریک ہوا آواز آتی ہے یہ طوبیٰ سے  
 زمین و آسمان ہوتے نہ حیوان و بشر پیدا  
 منور یوں ہوا پیدائش شبیرؑ سے عالم  
 لکھا ہے شاہ کا عہد ولادت جب قریب آیا  
 بلا کر فاطمہ کو آپ نے تاکید فرمائی  
 ادھر غیبت ہوئی مہر رسالت کی مدینہ سے  
 نہ زہراؑ نے پلایا تین دن تک دودھ بیٹے کو  
 سفر سے تین دن کے بعد جب پلے رسول اللہ  
 تحمل تین فاقوں پر کیا آغوش مادر میں  
 دیا جس دم انگوٹھا آپ نے شبیرؑ کے منہ میں  
 غذا پائی ہے انگشت رسولؐ اللہ سے بچپن میں  
 بہ اعجازی غذا دے دے کے اس بچے کو حضرت نے  
 شرف یہ ہو گیا مخصوص اسی سے نسل میں ان کی  
 امام سبھ تک جتا ہے ان کی خاک تربت سے  
 نہ کیوں بچے مسجائی کریں اس خوں کی شرکت سے  
 زمیں پر آگیا حامی فلک کے رہنے والوں کو  
 فرشتوں کے قبیلے آرہے ہیں تہنیت دینے  
 خدا رکھے یہ بچہ حامل نور ائمہ ہے  
 گلے مل مل کے کہتے ہیں نصیری چل کے دیکھو تو  
 خدا کے لم یلد ہونے سے دین حق ہوا ظاہر  
 مبارک رہرواں جادہ شرع محمدؐ کو  
 مبارک حضرت بنت اسد پوتا مبارک ہو

ہوئے گردوں پہ قبل از وقت آثار سحر پیدا  
 ہوئے ہیں آج کل صحرا میں آہوں سے شرر پیدا  
 سرا سے قافلہ نکلے گا ہونے دو سحر پیدا  
 یہ آنکھیں خود ہی کر لیں گی کہیں حد نظر پیدا  
 ذرا ہونے تو دو اک پر تو رخ طور پر پیدا  
 محبت کی ہے تم نے خود مری جاں چھیڑ کر پیدا  
 ہوا یہ ربط حسن و عشق میں الٹا اثر پیدا  
 ہوا زہرا کے نخل آرزو میں اک ثمر پیدا  
 حسینؑ ابن علیؑ کو حق نہ فرماتا اگر پیدا  
 کہ جیسے چشم نابینا میں ہو نور بصر پیدا  
 ہوئے ختم الرسالت کو کچھ اسباب سفر پیدا  
 نہ دودھ اس کو پلانا تم جو ہو میرا پسر پیدا  
 ادھر چرخ امامت پر ہوا روشن قمر پیدا  
 ہوا ہر چند اس کی بھوک سے سوز جگر پیدا  
 تو دیکھا ضعف کا ہے جسم نازک پر اثر پیدا  
 ہوئی ہے صبر کی قوت ابھی سے اس قدر پیدا  
 ہوا ایک دودھ کا چشمہ پئے نور نظر پیدا  
 جواں ہوں گے تو ہوگی قوت شق القمر پیدا  
 کیا ہر ہر رگ و پے میں امامت کا اثر پیدا  
 ہوئے اس برج سے پھر نو امامت کے قمر پیدا  
 نہ کیوں سلک نسب میں ہوں امامت کے گھر پیدا  
 کیا اکسیر کا جس خون نے مئے میں اثر پیدا  
 ملائک کی دعاؤں میں نہ کیوں کر ہو اثر پیدا  
 ہوا ہے گھر میں مخدوم ملائک کے پسر پیدا  
 ہوا ہے باغ زہراؑ میں یہ نخل باور پیدا  
 ہوا ہے گھر میں آج اللہ کے نور نظر پیدا  
 ہوا جب گھر میں معبود نصیری کے پسر پیدا  
 ہوا ہے آج شہر علم میں اک اور در پیدا  
 ہوا ہے بیشہ شیر خدا میں شیر نر پیدا

ہے ماں خاتون جنت، باپ ساقی حوض کوثر کے      نہ کیوں کر سید شبن جنت ہوں پسر پیدا  
بنی ہیں جنتیں ان کے محبوب کے لئے ناظم      ہوئی ہے ان کے اعدا کے لئے نار سقر پیدا

قطعہ تاریخ کتاب: از نتائج افکار لسان الملک مداح آل محمد مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنؤ

کیا ہی دلکش چھپا علامہ ناظم کا کلام      جس کا ہر شعر ہے زیب نظر بزم افروز  
نفد دل لے کے خریدار گھروں سے نکلے      دفعہ پھیل گئی جب خبر بزم افروز  
کیوں نہ ہوں مدح ائمہ میں قصائد مقبول      نکلتے نکلتے سے عیاں ہے اثر بزم افروز  
ہیں بہم شعروں میں یوں مصرع اول و دوم      ایک ہے صورت دل ایک جگر بزم افروز  
کلک محشر نے رقم کر دیا یوں طبع کا سال      در منظوم ہے سلک گھر بزم افروز  
۳      ۳      ۲      ۱      ۶

قطعہ تاریخ ترتیب قصائد: از نتائج افکار امتیاز الشعراء فخر الادباء جناب سید محمد جعفر صاحب قدسی جاسی

کامل دہر جناب ناظم      فاضل عصر و فقیہ و عالم  
مجد میں فرد، شرف میں یکتا      آفتاب فلک عز و علا  
رکن دیں زینت بزم ارشاد      نقطہ مرکز حق روح رشاد  
جان معنیٰ ہیں قصائد جن کے      ان کی توصیف ہے ممکن کس سے  
لفظوں میں جلوہ عرفانی ہے      جو قصیدہ ہے وہ نورانی ہے  
حضرت شمس نے یہ مجموعہ      ذوق فطری سے مرتب جو کیا  
بڑھ گئی اور بھی اس کی زینت      آگئی شمس کی نورانیت  
سرگندہ ہے قلم اے قدسی      وصف کیوں کر ہو رقم اے قدسی  
لکھ دو تاریخ کا مصرع لکھ دو      در منظوم کا جلوہ دیکھو  
۰      ۵      ۳      ۱      ۵

بہ اہتمام سید ریاض الحسن موسوی تاجر کتب چوک لکھنؤ مطبوعہ یوسفی پریس فرنگی محل، لکھنؤ



**Mohd. Alim**

**التماس ترحیم**

**Proprietor**

Nukkar Printing & Binding Centre

26-Shareef Manzil, J. M. Road,

Husainabad, Lucknow-3

0522-2253371, 09839713371

e-mail: nukkar.printers@gmail.com

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورہ حمد اور تین بار سورہ توحید کی تلاوت  
فرما کر جملہ مرحومین خصوصاً مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع کی روح کو ایصال فرمائیں۔

**محمد عالم: نگرپرڈنگ اینڈ بائڈنگ سینٹر**

**حسین آباد، لکھنؤ**